قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

منگل 25 مئی 2021ء | 12 شوال 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 123

ارشاد باری تعالیٰ

كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوۡ اٰمَنَ اَهۡلُ الۡكِتٰبِ لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ ؕ مِنۡهُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَاَكۡثَرُهُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۔

(آل عمران آیت نمبر: 111)

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو یہ اُن کے لئے بہت بہتر ہوتا۔ اُن میں مومن بھی ہیں مگر اکثر ان میں سے فاسق لوگ ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان لانے والوں کے لئے، ایسے لوگوں کے لئے جو صرف ایمان کا دعویٰ ہی نہیں کرتے بلکہ اپنے ایمان کی حفاظت کرنے والے ہیں، اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے اس میں مضبوطی پیدا کرتے چلے جانے والے ہیں۔ اپنے ایمان کی حفاظت اور اس کی مضبوطی کے ساتھ ساتھ اپنی نسلوں کے ایمان کی حفاظت اور اس کی مضبوطی کے لئے بھی کوشاں رہتے ہیں۔ اور پھر صرف اپنی اور اپنے اہل و عیال کے ایمان کی حفاظت اور اس میں مضبوطی کی کوشش ہی نہیں کرتے بلکہ اپنے ماحول میں رہنے والے ہر مذہب کے ماننے والے بلکہ لامذہبوں کو بھی اس لئے نصیحت کرتے ہیں کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر نیکیاں بجالانے والے ہوں اور ایمان لانے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑی ذمہ داری مومنوں پر ڈالی ہے۔ وہ مومن جن کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے اس زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق اور عاشقِ صادق کو مان کر اللہ تعالیٰ پر اپنے مضبوط ایمان کا اظہار کیا ہے۔ پس قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح جنہوں نے قرآنِ کریم کے احکامات اور ارشادات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو ہمیشہ سامنے رکھا اور شریعت اور قرآنی احکامات کو اپنی زندگیوں پر لاگو کرنے کی کوشش کی تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں اور اس میں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب بھی ہوئے، اس زمانے میں ہم احمدیوں کا فرض ہے جو قرآنِ کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل اور مضبوط ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگیوں میں

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- خلیفہ خدا بناتا ہے (منظوم)
- وصیت کا نظام اور جنت کا وعدہ
- دنیا کے دس زہریلے ترین سانپ
- میک اپ ضرور کیجئے ... مگر!

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

امر بالمعروف

حضرت جریر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو لوگ بُرے لوگوں میں رہتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان کو برائی سے نہیں روکتے اللہ تعالیٰ اُن کو ان کے مرنے سے پہلے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

(ابوداؤد کتاب الملاحم، باب الامر والنھی)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

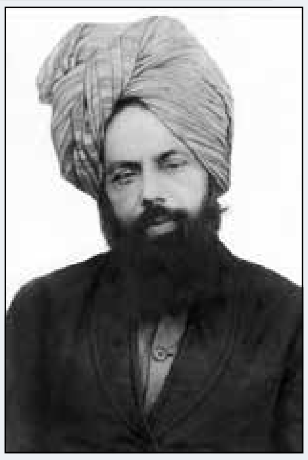

شیطان سے بچنا

’’شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لئے اور اُس کے اعمال کو فاسد بنانے کے واسطے ہمیشہ تاک میں لگا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ نیکی کے کاموں میں بھی اس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اور کسی نہ کسی قسم کا فساد ڈالنے کی تدبیریں کرتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے تو اس میں بھی ریا وغیرہ کوئی شعبہ فساد کا ملانا چاہتا ہے۔ ایک امامت کرانے والے کو بھی اس بلا میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ پس اس کے حملہ سے کبھی بے خوف نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس کے حملے فاسقوں، فاجروں پر تو کھلے کھلے ہوتے ہیں۔ وہ تو اس کا گویا شکار ہیں لیکن زاہدوں پر بھی حملہ کرنے سے وہ نہیں چوکتا اور کسی نہ کسی رنگ میں موقع پا کر ان پر بھی حملہ کر بیٹھتا ہے۔ جو لوگ خدا کے فضل کے نیچے ہوتے ہیں اور شیطان کی باریک در باریک شرارتوں سے آگاہ ہوتے ہیں وہ تو بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں لیکن جو ابھی خام اور کمزور ہوتے ہیں وہ کبھی کبھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ریا اور عُجب وغیرہ سے بچنے کے واسطے ایک ملامتی فرقہ ہے جو اپنی نیکیوں کو چھپاتا ہے اور سَیّئات کو ظاہر کرتا رہتا ہے۔ وہ اس طرح پر سمجھتے ہیں کہ ہم شیطان کے حملوں سے بچ جاتے ہیں مگر میرے نزدیک وہ بھی کامل نہیں ہیں۔ ان کے دل میں بھی غیر ہے۔ اگر غیر نہ ہوتا تو وہ کبھی ایسا نہ کرتے۔ انسان معرفت اور سلوک میں اس وقت کامل ہوتا ہے جب کسی نوع اور رنگ کا غیر ان کے دل میں نہ رہے اور یہ فرقہ انبیاء علیہم السلام کا ہوتا ہے۔ یہ ایسا کامل گروہ ہوتا ہے کہ اس کے دل میں غیر کا وجود بالکل معدوم ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 630-631۔ ایڈیشن 1988ء)

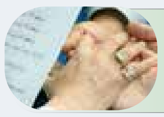

دربارِ خلافت

قدرت ثانیہ یعنی خلافت احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر آپؓ (خلیفہ اول۔ناقل) فرماتے ہیں کہ:’’ کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کرسکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفے کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔‘‘

(الفرقان، خلافت نمبر۔مئی جون ۱۹۶۷ء صفحہ ۲۸)

پھر دنیا نے دیکھا کہ آپؓ کے ان پر زور خطابات سے اور جو آپ نے اس وقت براہ راست انجمن پر بھی ایکشن لئے، جتنے وہ لوگ باتیں کرنے والے تھے وہ سب بھیگی بلّی بن گئے، جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔ اور وقتی طور پر ان میں کبھی کبھی اُبال آتا رہتا تھا اور مختلف صورتوں میں کہیں نہ کہیں جا کر فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے لیکن انجام کار سوائے ناکامی کے اور کچھ نہیں ملا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات ہوئی۔ اس کے بعد پھر انہیں لوگوں نے سر اٹھایا اور ایک فتنہ برپا کرنے کی کوشش کی، جماعت میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی اور بہت سارے پڑھے لکھے لوگوں کو اپنی طرف مائل بھی کر لیا، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اگر خلافت کا انتخاب ہوا تو حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد کو ہی جماعت خلیفہ منتخب کرے گی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے ان شور مچانے والوں کو، انجمن کے عمائدین کو یہ بھی کہہ دیا کہ مجھے کوئی شوق نہیں خلیفہ بننے کا، تم جس کے ہاتھ پر کہتے ہو میں بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جماعت جس کو چنے گی میں اسی کو خلیفہ مان لوں گا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا ان لوگوں کو پتہ تھا کہ اگر انتخاب خلافت ہوا تو حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب ہی خلیفہ منتخب ہوں گے۔ اس لئے وہ اس طرف نہیں آتے تھے اور یہی کہتے رہے کہ فی الحال خلیفہ کا انتخاب نہ کروایا جائے۔ ایک، دو، چار دن کی بات نہیں، چند مہینوں کے لئے اس کو آگے ٹال دیا جائے، آگے کر دیا جائے اور یہ بات کسی طرح بھی جماعت کو قابل قبول نہ تھی۔ جماعت تو ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونا چاہتی تھی۔ آخر جماعت نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمدؓ کو خلیفہ منتخب کیا اور آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور اس وقت بھی مخالفین کا یہ خیال تھا کہ جماعت کے کیونکہ پڑھے لکھے لوگ ہمارے ساتھ ہیں اور خزانہ ہمارے پاس ہے اس لئے چند دنوں بعد ہی یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی رحمت کا ہاتھ رکھا اور خوف کی حالت کو پھر امن میں بدل دیا اور دشمنوں کی ساری امیدوں پہ پانی پھیر دیا اور ان کی ساری کوششیں ناکام ہوگئیں۔ پھر خلافت ثانیہ میں 1934ء میں ایک فتنہ اٹھا اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دبا دیا اور جماعت کو مخالفین کوئی گزند نہیں پہنچا سکے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ہم پتہ نہیں کیا کر دیں گے۔ پھر 1953ء میں فسادات اٹھے۔ جب پاکستان بن گیا اس وقت دشمن کا خیال تھا کہ اب ہماری حکومت ہے یہاں انگریزوں کی حکومت نہیں رہی اب یہاں انصاف تو ہم نے ہی دینا ہے اور ان لوگوں کو انصاف کا پتہ ہی کچھ نہیں تھا اس لئے اب تو جماعت ختم ہوئی کہ ہوئی۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو ان سخت حالات اور خوف کی حالت سے ایسا نکالا کہ دنیا نے دیکھا کہ جو دشمن تھے وہ تو تباہ و برباد ہو گئے، وہ تو ذلیل و خوار ہو گئے لیکن جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نئی شان کے ساتھ پھر آگے قدم بڑھاتی ہوئی چلتی چلی گئی۔

غرض کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور 52 سال رہا اور ہر روز ایک نئی ترقی لے کر آتا تھا۔ کئی زبانوں میں آپؓ کے زمانے میں تراجم قرآن کریم ہوئے۔ بیرونی دنیا میں مشن قائم ہوئے۔ افریقہ میں، یورپ میں مشنز قائم ہوئے اور بڑی ذاتی دلچسپی لے کر ذاتی ہدایات دے کر۔ اس زمانے میں دفاتر کا بھی نظام اتنا نہیں تھا۔ خود مبلغین کو براہ راست ہدایات دے دے کر اس نظام کو آگے بڑھایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہندو پاکستان میں بلکہ دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی اور خاص طور پر افریقہ میں لاکھوں کی تعداد میں سعید روحوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوئیں۔ پھر دیکھیں آپ نے کس طرح انتظامی ڈھانچے بنائے۔ صدر انجمن احمدیہ کا قیام تو پہلے ہی تھا اس میں تبدیلیاں کیں، ردّو بدل کی۔ اس کو اس طرح ڈھالا کہ انجمن اپنے آپ کو صرف انجمن ہی سمجھے اور کبھی خلافت کے لئے خطرہ نہ بن سکے۔ پھر ذیلی تنظیموں کا قیام ہے، انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، آپ کی دُور رس نظر نے دیکھ لیا کہ اگر میں اس طرح جماعت کی تربیت کروں گا کہ ہر عمر کے لوگوں کو ان کی ذمہ واری کا احساس دلا دوں اور وہ یہ سمجھنے لگیں کہ اب ہم ہی ہیں جنہوں نے جماعت کو سنبھالنا ہے اور ہر فتنے سے بچانا ہے۔ اپنے اندر نیک تبدیلی اور پاک تبدیلی پیدا کرنی ہے۔ اگر یہ احساس پیدا ہو جائے قوم کے لوگوں میں تو پھر اس قوم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ تو دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب دنیا کے ہر ملک میں یہ ذیلی تنظیمیں قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فعال ہیں اور آج جرمنی کی خدام الاحمدیہ بھی اسی سلسلے میں اپنا اجتماع کر رہی ہے۔ تو یہ بھی ایک بہت بڑی انتظامی بات تھی جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت میں جاری فرمائی۔ پھر تحریک جدید کا قیام ہے۔ جب دشمن یہ کہہ رہا تھا کہ

بقیہ صفحہ 6 پر

خلیفہ خدا بناتا ہے

وہی جو خاک کے سینہ سے پھول اگاتا
جو پتھروں سے بھی چشمے بہا کے لاتا
نہاں جو رکھتا ہے موتی صدف کے سینے میں
جو بحر و بر سے گھٹائیں نئی اٹھاتا ہے
جو کوہ و وادی و صحرا کے ذرے ذرے میں
سحر کی پہلی کرن بن کے جگمگاتا ہے
وہ خود ہے محور عالم اور ایک عالم کو
وہ ایک مرکز و محور پہ لے کے آتا ہے
جلا کے وحدتِ روحانیت کا ایک چراغ
وہ اس چراغ کی لو اور بھی بڑھاتا ہے
نثار ہونے کو آتے ہیں اس پہ پروانے
وہ جب دلوں پہ وفا کے دیے جلاتا ہے
ہزار بھڑکے جہاں میں شرار بولہبی
چراغ مصطفوی اور جگمگاتا ہے
یہی خدا کی مشیت کا ہے عمل اے دوست!
یہ اس لئے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے

عبدالسلام اختر

(ماہنامہ خالد مئی ۲۰۰۳ء)

اسفند سلیمان احمد مربی سلسلہ کینیڈا

وصیت کا نظام اور جنت کا وعدہ

آجکل سوشل میڈیا پر ایک اعتراض جماعت احمدیہ پر کیا جاتا ہے کہ جماعت میں چندہ کا نظام، اور خاص طور پر وصیت کا نظام صرف ایک کمائی کا ذریعہ ہے۔ اس کے عوض جنت کے وعدے دیئے جاتے ہیں نیز بہشتی مقبرہ میں پیسے دینے کے بغیر کوئی دفن نہیں ہوسکتا۔مزید یہ کہ جماعت احمدیہ میں چندہ پر زیادہ زور دیا جاتا ہے وغیرہ ذالک۔

جہاں تک مالی قربانی کا عمومی تعلق ہے اس کے بارہ میں ایک بات یاد رکھنی ضروری ہے کہ انبیاء اور مذاہب عالم کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر نبی نے اپنے وقت میں حالات اور ضروریات کے مطابق مالی قربانی کی تحریک کی۔عقلاً اور نقلاً یہی بات درست ہے کہ ایک نبی جو خدا کے مشن کو آگے لے کر چلتا ہے اس نبی کو ماننے والی جماعت کسی نہ کسی رنگ میں اس مشن میں ضرور شامل ہو۔ گو مالی قربانی کی شکل بھی مختلف ہوسکتی ہیں، جیسے مختلف اشیاء، سونا چاندی وغیرہ کے ذریعہ جائیداد یا زمین کے ذریعہ، یا رائج الوقت کرنسی کے ذریعہ مگر تحریک ہر دور اور وقت میں ہوتی رہی ہے۔

نہ صرف یہ بلکہ خدا تعالیٰ یہی تلقین کرتا رہا ہے کہ جو بھی مال یا رزق انسان کو ملتا ہے وہ خدا تعالیٰ ہی دیتا ہے اس لئے اس کے دیئے ہوئے میں سے خوشی سے خرچ کرے اور انعاموں کا وارث بنے۔

مثلاً بائیبل میں عہد نامہ قدیم میں لکھا ہے:

اور اَیسا نہ ہو کہ تُو اپنے دِل میں کہنے لگے کہ میری ہی طاقت اور ہاتھ کے زور سے مُجھ کو یہ دَولت نصِیب ہُوئی ہے۔

بلکہ تُو خُداوند اپنے خُدا کو یاد رکھنا کیونکہ وُہی تُجھ کو دَولت حاصِل کرنے کی قُوّت اِس لئے دیتا ہے کہ اپنے اُس عہد کو جِس کی قَسم اُس نے تیرے باپ دادا سے کھائی تھی قائِم رکّھے جَیسا آج کے دِن ظاہِر ہے۔(استثناء باب 8 آیت 8)

پھر عہد نامہ جدید میں لکھا ہے:

لیکن بات یہ ہے کہ جو تھوڑا بوتا ہے وہ تھوڑا کاٹے گا اور جو بُہت بوتا ہے وہ بُہت کاٹے گا۔

جِس قدر ہر ایک نے اپنے دِل میں ٹھہرایا ہے اُسی قدر دے نہ دریغ کر کے اور نہ لاچاری سے کیونکہ خُدا خُوشی سے دینے والے کو عزِیز رکھتا ہے۔(2 کرنتھیوں باب 9 آیات 6تا7)

یہ بیان قرانی تعلیم کے مطابق ہے کہ جو خدا کی راستہ میں بخوشی دیتا ہے خدا تعالیٰ اسکو بہت بڑھا کر واپس کرتا ہے۔ (البقرہ:266)

اگرچہ یہ تعلیم نئی نہیں، تو محض اسلام احمدیت کے مالی نظام اور چندہ کے نظام پر اعتراض کرنے کی وجہ بغض کے علاوہ اور کوئی معلوم نہیں ہوتی۔

قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر مالی قربانی کا ذکر ملتا ہے، بلکہ اسکو عبادت کے ساتھ رکھا گیا، قرآن کریم کے شروع میں ہی اسکی ذکر ہے کہ:

الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ

جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (البقرہ:4)

اس سے ایک تو یہ پتہ چلتا ہے کہ جس طرح عبادت کا حکم ہے اسی طرح مالی قربانی کا حکم ہے، یا دوسرے لفظوں میں یہ کہنا بھی درست ہے کہ مالی قربانی بھی ایک عبادت ہے۔مزید یہ کہ خدا کے ہر حکم پر عمل ہی عبادت ہے۔

اس جگہ یاد رہے کہ آیت میں ذکر ہے کہ جو کچھ خدا نے دیا اس میں سے واپس لوٹائے۔ ایک بات تو طے ہے کہ ہر طاقت اور استعداد، علم یا مال خدا کی طرف سے ہے۔ دوسری بات یہ کہ خدا کی راہ میں قربانی صرف مال سے ہی نہیں، بلکہ انسان کی ہر استعداد جو کہ خدا نے اسکو دی اس میں سے خرچ کرے۔ جہاں تک مال کا تعلق ہے تو انسان اپنی ہر خداداد استعداد مال کے کمانے میں خرچ کر دیتا ہے۔ اگر اسی مال میں سے وہ خدا کو واپس لوٹائے تو کہا جا سکتا ہے کہ انسان نے اپنی ساری خداداد طاقتوں میں سے قربانی کی۔

نیز مالی قربانی کے فوائد کا خدا تعالیٰ ذکر فرماتا ہے، جیسے پہلے اس آیت کا اشارۃ ذکر کیا گیا ہے:

وَ مَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ وَ تَثۡبِیۡتًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ کَمَثَلِ جَنَّۃٍۭ بِرَبۡوَۃٍ اَصَابَہَا وَابِلٌ فَاٰتَتۡ اُکُلَہَا ضِعۡفَیۡنِ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ یُصِبۡہَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَ اللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ

اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے اموال اللہ کی رضا چاہتے ہوئے اور اپنے نفوس میں سے بعض کو ثبات دینے کے لئے خرچ کرتے ہیں، ایسے باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اُسے تیز بارش پہنچے تو وہ بڑھ چڑھ کر اپنا پھل لائے، اور اگر اسے تیز بارش نہ پہنچے تو شبنم ہی بہت ہو۔ اور اللہ اس پر جو تم کرتے ہو گہری نظر رکھنے والا ہے۔ (البقرہ:266)

ان آیات کے باوجود اگر کوئی خدا تعالیٰ کی مرضی اور احکامات کو بھلا کر اعتراض کرے تو یہ اعتراض سیدھا خدا تعالیٰ پر پڑتا ہے کہ اسنے یہ حکم کیوں دیا کہ:

وَ اَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ لَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ ۚۛ وَ اَحۡسِنُوۡا ۚۛ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ

اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں (اپنے تئیں) ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اور احسان کرو یقیناً اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (البقرہ:196)

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ اسکی راہ میں خرچ کرو، اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو، یعنی خدا کے رستے میں قربانی سے انسان ہلاکت سے بچتا ہے، یہاں مقصد مالی قربانی ہے تو اسکو مدنظر رکھ کر یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ کونسی ہلاکت؟ روحانی ترقی اور مدارج کے علاوہ اس آیت میں ایک اور بات بھی مضمر ہے جس کی تائید قرآن کریم کی اور آیات سے بھی ہوتی ہے کہ جو بھی مال خدا کی راہ میں خرچ ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے اپنے مشن، لوگوں کی بھلائی، تبلیغ، تعلیم و تربیت پر خرچ ہوتا ہے، اگر مالی قربانی نہ ہو، تو ان امور میں جو خرچ ہوگا اس کو پورا کرنا ناممکن ہوگا، اور اگر یہ امور ہوں ہی نہ، اور افراد کی بھلائی کا کوئی کام نہ ہو تو اس کا آخر نتیجہ ہلاکت کے علاوہ اور کیا ہے۔ اس آیت میں نہایت خوبصورتی سے ذاتی اور قومی تباہی سے بچنے کا ایک طریق بتا دیا، کہ وہ اسکی راہ میں اموال کا خرچ ہے۔

یہ اعتراض کہ جماعت میں زیادہ چندے پر زور ہے، صرف بغض کی بناء پر ہے۔ اور سوائے ایسے لوگوں کے کہ جن کو مالی قربانی کے ان احکامات یا لطف کا نہیں پتہ، کوئی یہ اعتراض کر نہیں سکتا۔ جماعت احمدیہ میں نہ صرف مالی قربانی، بلکہ اسی طرح دیگر امور کی طرف بھی توجہ دلائی جاتی ہے، جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ

تم بہترین امّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ (آل عمران:111)

ایک بہتریں امت کا یہ فرض ہے کہ وہ اچھی باتوں کی تلقین کرے اور برائی سے روکے خدا پر ایمان لاتے ہوئے، یا یہ کہیں کہ ایک بہترین امت بننے کے لئے یہ امور ضروری ہیں۔یعنی خدا کے ہر حکم کی تلقین کرنا ایک بہترین امت کا فرض ہے۔ جہاں مالی قربانی کی تلقین کی جاتی ہے وہاں نماز، روزہ، تلاوت قرآن کریم کی بھی تلقین کی جاتی ہے۔معترضین کے لئے لمحہ فکر یہ ہے کہ کیا وہ بہترین امت کا حصہ ہیں؟ اگر ہیں تو کس بھلائی کا حکم دیتے ہیں، یہ نہ ہو کہ قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف اعتراض کر کے بھلائی سے روک رہے ہوں اور دوسروں کو بھی قرآن پر عمل کرنے سے روک رہے ہوں۔

یہ بات درست ہے کہ جہاں آیت مذکورہ بالا کے مطابق جماعت احمدیہ میں دیگر امور کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے وہاں مالی قربانی کی طرف بھی توجہ دلائی جاتی ہے۔جس طرح اس مالی قربانی کی توجہ خدا تعالیٰ نے خود آنحضرت ﷺ کو دلائی۔ فرمایا:

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ صَدَقَۃً تُطَہِّرُہُمۡ وَ تُزَکِّیۡہِمۡ بِہَا وَ صَلِّ عَلَیۡہِمۡ ؕ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّہُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ

تُو ان کے مالوں میں سے صدقہ قبول کرلیا کر، اس ذریعہ سے تُو اُنہیں پاک کرے گا نیز اُن کا تزکیہ کرے گا۔ اور اُن کے لئے دعا کیا کر یقیناً تیری دعا اُن کے لئے سکینت کا موجب ہوگی اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔ (التوبہ:103)

اب سوال یہ ہے کہ کون ہے وہ جو مالی قربانی کے ذریعہ اپنا تزکیہ نہ چاہے، کون ہے جو یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کی ضرورت نہیں؟ اور جس کے لئے ایک نبی، یا اس نبی کا خلیفہ دعا کرے، یقیناً اسکی

دعا کے ذریعہ ایسے افراد کا تزکیہ نفس ہوگا اور خدا تعالیٰ بخشش کے سامان پیدا کرے گا۔

جہاں تک بہشتی مقبرہ کا سوال ہے حضرت مسیح موعودؑ نے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والوں کے متعلق یہی قرآنی اصول بیان فرمایا، بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی شرائط میں سے ایک یہ تھی کہ:

’’کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے کہ جو اس کی موت کے بعد دسواں حصہ اس کے تمام ترکہ کا حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغی احکام قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور ہر ایک صادق کامل ایمان کو اختیار ہوگا کہ اپنی وصیت میں اس سے بھی زیادہ لکھ دے۔۔۔۔‘‘

پھر ایک شرط یہ بھی تھی کہ:

’’اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو۔‘‘

پھر فرمایا:

’’ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کرسکتا اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہوسکتا ہے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 319 و 320)

مذکورہ بالا شرائط جو حضرت مسیح موعودؑ نے درج فرمائیں وہ وہی ہیں جن کے اصول قرآن کریم سے ثابت ہیں۔

اس کی تفصیل میں قرآن کریم کی یہ آیت غور طلب ہے:

اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَ اَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ

یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال خرید لئے ہیں تا کہ اس کے بدلہ میں اُنہیں جنت ملے۔ (التوبہ:111)

خدا تعالیٰ نے جانوں اور اموال کی قربانیوں کے بدلے جنت کا وعدہ کیا، مومنین اور انکی جان کے بدلے سے مراد خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر قربانیاں کرنے والے، خدا کی ذات میں فنا ہونے والے ایسے لوگ جو اس کے قرب کے متلاشی ہیں، نیز اسکے قرب کے لئے مال قربان کرنے والوں کو یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

اس آیت میں جنت کا وعدہ براہ راست خدا تعالیٰ نے دیا اور جس وجہ سے وعدہ دیا وہ بھی بیان کر دیا گیا۔

ہاں اگر کسی کے پاس مال نہ بھی ہو تو بھی اس مقبرہ میں داخل ہوسکتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس نے قربانی کی اور دین کی خاطر زندگی وقف رکھی جیسا کہ شرائط میں ذکر ہے، کیونکہ اصل غرض خدا کی راہ میں قربانی ہے خواہ وہ مال سے ہو یا اپنی جان سے یا اور خداداد استعدادوں سے۔

ایک اور سوال قابل غور ہے کہ کیا ہر شخص جو اس مقبرہ میں دفن ہوگیا وہ جنتی ہے صرف اس وجہ سے کہ اس میں دفن ہے؟ اس ضمن میں یاد رہے کہ، اس زمین میں دفن ہونا جنتی نہیں بناتا بلکہ جنتی ہی اس میں دفن ہوگا اور کسی ایسے شخص کے متعلق ہی امید کی جاسکتی ہے کہ وہ جنتی ہے جس نے اپنی ظاہری زندگی اس اصول پر گزاری ہو جیسے فرمایا:

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ (الانعام:163)

نیز حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

’’کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہوسکتا ہے کیونکہ یہ مطلب نہیں کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دے گی بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 321 حاشیہ)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

انقلاب پیدا کرنے کے لئے اور قرآنی احکامات کو اپنے پر لاگو کرنے کے لئے زمانے کے امام مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی ہے کہ ہم اپنے جائزے لیں کہ ہم کس حد تک خیرِ امت ہونے کا حق ادا کر رہے ہیں۔ ہم کس حد تک انسانوں کے فائدے کے لئے ان کا درد دل میں رکھنے کا حق ادا کر رہے ہیں۔ ہم کس حد تک اپنے قول کے ساتھ ساتھ اپنے عمل سے نیک باتوں کی تلقین کر رہے ہیں۔ ہم کس حد تک اپنے عمل اور نصائح سے دنیا کو برائیوں سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ جائزے ہم اپنی طرف سے کسی قسم کا خود ساختہ معیار بنا کر نہیں لے سکتے۔ یہ جائزے ہمیں اس معیار کو سامنے رکھتے ہوئے لینے ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے مقرر فرمایا۔ اس کا میں آگے جا کے ذکر کروں گا۔ اور جب تک ہم یہ جائزے لیتے ہوئے اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے ہم ترقی کے راستے پر گامزن رہیں گے، ان شاء اللہ۔

قوموں کا زوال ہمیشہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب وہ خود ساختہ معیاروں کو سامنے رکھتے ہیں، جب وہ ہوا و ہوس میں گرفتار ہو جاتے ہیں، جب وہ بنیادی مقصد کو بھول جاتے ہیں۔ قرآن کریم نے گزشتہ انبیاء کا ذکر کر کے ہمیں اس طرف توجہ دلائی ہے کہ سابقہ قوموں نے جب اپنی تعلیم کو بھلا دیا، جب اپنے مقصد سے روگردانی کرنی شروع کر دی تو پھر یا تو وہ تباہ ہوگئیں یا اُن میں اتنا بگاڑ پیدا ہوگیا کہ اصل تعلیم کی جگہ بدعات اور لغویات اُن میں رائج ہوگئیں جو روحانی اور اخلاقی تباہی ہے۔ برائیاں ان کی نظر میں اچھائیاں بن گئیں۔ پاکیزگی اور حیا اُن کی نظر میں فرسودہ تعلیم بن گئی۔ مذہب کی خود ساختہ تشریحات ہونے لگیں۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی تعلیم کو ہی بدل کر رکھ دیا۔ انبیاء کی تعلیم کے نام پر غلط اور اپنی مرضی کی تعلیم اُن کتب کا حصہ بنادی گئی جو انبیاء کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کا تقدس بھی باقی نہیں رہا اور نہ ہی انبیاء کا اور روحانی لحاظ سے وہ مردہ ہوگئیں۔ یہی حال آپ دیکھیں آج کل مغرب میں بسنے والی قوموں کا ہے۔ اس کے علاوہ اسلام سے پہلے کے اور جتنے بھی مذہب اپنے آپ کو کسی سے منسوب کرتے ہیں اُن کا بھی یہی حال ہے۔ مسلمانوں پر خدا تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس نے اپنے وعدے کے مطابق اس آخری شرعی کتاب کی حفاظت فرمائی۔

(خطبہ جمعہ 4/ فروری 2011ء)

آج کی دعا

رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا طُعۡمَۃً لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ (تذکرہ صفحہ:684)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں ظالم قوم کی خوراک نہ بنا۔

رَبِّ لَا تُبۡقِ لِیۡ مِنَ الۡمُخۡزِیَاتِ ذِکۡرًا (تذکرہ صفحہ:568)

ترجمہ: اے میرے رب! میرے لئے رسوا کرنے والی چیزوں میں سے کوئی باقی نہ رکھ۔

یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدا تعالیٰ کے حضور مدد و نصرت کے لئے الہامی دعائیں ہیں۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

ترجمہ وتلخیص: ایم ظفر

دنیا کے دس زہریلے ترین سانپ

ہماری دنیا بہت خوبصورت ہے۔ ہر خطے میں،لق و دق صحراؤں سے لے کر بادلوں سے اونچے فلک بوس پہاڑوں پر اور سمندر کی گہرائیوں میں بے شمار جانور،حشرات اور چرند پرند کا بسیرا ہے۔جنہیں خالق کائنات نے سریلی آوازوں اور دلکش رنگوں کے ساتھ طرح طرح کی صلاحیتوں سے نواز رکھا ہے۔

ان میں سے ایسی ہی ایک مخلوق سانپ ہیں جو انٹارکٹکا کے علاوہ دنیا کے ہر خطہ میں پائے جاتے ہیں۔فطرتاً سانپ ایک شرمیلا جانور ہے جو انسانوں کا سامنا کرنے سے گھبراتا ہے اور بلاوجہ کسی پر حملہ نہیں کرتا۔سانپوں کی تین ہزار اقسام ہیں اور ان میں سے دوسو اقسام ہی زہریلے ہوتے ہیں۔ ان دوسو میں سے بھی جان لیوا حد تک زہریلے سانپوں کی تعداد کافی کم ہے۔

عالمی ادارۂ صحت کے مطابق ہر سال 54 لاکھ افراد سانپوں کے ڈسنے سے متاثر ہوتے ہیں۔ سانپ کے ڈسنے سے ہونے والی ہلاکتوں کا تخمینہ 80 ہزار سے ایک لاکھ چالیس ہزار کے درمیان ہے۔ جبکہ چار لاکھ افراد اس کے علاوہ ہیں جو زہر کی وجہ سے مستقل معذور ہو جاتے ہیں۔ اس وقت سانپ کے تمام زہروں کا تریاق (antidote) موجود ہے جنہیں تجربات سے مزید مؤثر بنایا جارہا ہے۔

ایک سانپ کتنا زہریلا ہوسکتا ہے یہ پڑھنے کے بعد شاید اس بارے میں آپ کی رائے بدل جائے۔ البتہ سانپ کی فطرت میں یہ بات شامل ہے کہ کبھی بھی جان بوجھ کر نہیں کاٹتا۔ یہی وجہ ہے کہ زہریلے سانپوں کے زہر کی شدت کو دیکھا جائے تو اس کی نسبت سانپ کے کاٹنے سے ہلاکتوں کی تعداد بہت کم ہے۔ یہ مخالف پر تب ہی حملہ کرتا ہے جب اسے اپنے بچاؤ کی اور کوئی صورت نظر نہ آرہی ہو۔ ہر سال 19 ستمبر کو سانپ کے حوالہ سے عالمی دن منایا جاتا ہے۔

1: کریٹ Krait

کریٹ بہت زیادہ زہریلا سانپ ہے۔ یہ بھارت اور اس کے پڑوسی ممالک بنگلہ دیش، پاکستان، سری لنکا اور نیپال میں پایا جاتا ہے۔ کریٹ کا تعلق Noctural species سے ہے۔یعنی ایسے جانور یا حشرات جو رات کے وقت جاگتے ہیں اور فعال ہوتے ہیں۔اس کی خوراک میں اکثر دوسرے سانپ شامل ہوتے ہیں لیکن بعض اوقات یہ دوسرے حشرات کو بھی کھا لیتا ہے۔اس کی اوسط عمر بیس سال تک ہوتی ہے۔اس کے کاٹنے سے پیٹ میں شدید درد ہوتا ہے اور وقتی طور پر بینائی متاثر ہوسکتی ہے۔سانس کا نظام متاثر ہوتا ہے جس سے موت واقع ہوسکتی ہے۔

2: ڈیتھ ایڈر Death Adder

اس کا شمار زہریلے ترین سانپوں میں ہوتا ہے۔ یہ جارحانہ مزاج رکھنے والا قاتل سانپ زیادہ تر آسٹریلیا میں پایا جاتا ہے۔ یہ بھی دوسرے سانپوں کا شکار کرتا ہے۔اس کی عمر پندرہ سال ہوتی ہے۔ Forestry commission of England کے مطابق حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اتنا زہریلا اور جارحانہ مزاج رکھنے کے باوجود پچھلے بیس سال میں اس کے کاٹے سے ایک بھی موت نہیں ہوئی۔

3: ٹائیگر سنیک Tiger Snake

سانپ دکھنے میں جیسا بھی ہو انسان اس سے خوف ضرور محسوس کرتا ہے۔ٹائیگر سنیک کالے اور پیلے رنگوں کے امتزاج کے باعث دکھنے میں بہت زیادہ خوبصورت ہوتے ہیں۔ان کی خوراک میں مچھلیاں، مینڈک،چھپکلیاں، پرندے اور چھوٹے جانور شامل ہیں۔یہ زیادہ تر ساحلی علاقوں میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ان کی عمر دس سے پندرہ سال تک ہوتی ہے۔اگر ٹائیگر سنیک کسی کو کاٹ لے تو متاثرہ شخص کا خون رگوں میں جمنا شروع ہوجاتا ہے اور مناسب علاج نہ ملنے کے سبب چھے سے چوبیس گھنٹوں کے درمیان موت واقع ہوسکتی ہے۔اس کے کاٹنے پر گردن میں شدید درد ہوتا ہے،پسینا آتا ہے، سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے اور جسم مفلوج ہوجاتا ہے۔

4: فلپین کوبرا Philippine Cobra

پہلی نظر میں دیکھنے پر فلپین کوبرا اپنی جسمانی وضع قطع کے باعث کسی جادوئی کہانی کا کردار معلوم ہوتا ہے جسے دیکھتے ہی قدیم مصری تہذیب آنکھوں کے سامنے گھوم جاتی ہے۔ پانی میں رہنا پسند کرتے ہیں۔اس کی خوراک میں دوسرے سانپ، مینڈک، چوہے وغیرہ شامل ہیں۔اس کی عمر بیس سال تک ہوتی ہے۔ بالعموم سانپوں کو جب خطرہ محسوس ہو تب ہی یہ اپنے دفاع کے لیے کاٹتے ہیں لیکن یہ سانپ کاٹنے کی بجائے اپنا زہر پچکاری کی صورت میں پھینکتا ہے اور نو فٹ کے فاصلہ تک اپنا زہر پھیکنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔اس کا زہر نیوروٹاکسن پر مشتمل ہوتا ہے جو دل کو مفلوج کر دیتا ہے اور سانس لینے کے نظام کو شدید متاثر کرتا ہے۔جلدی علاج نہ کرنے پر تین منٹ کے اندر موت واقع ہوسکتی ہے۔اپنے تیز بصری ردعمل کے باعث یہ سپیروں میں کافی مقبول ہے۔

5: وائپر Viper

سانپوں کی یہ قسم دنیا کے ہر حصے میں پائی جاتی ہے لیکن زیادہ تر براعظم ایشیاء کے ممالک میں ملتے ہیں۔اس کی خوراک میں پرندے اور ان کے انڈے، میڈک اور چھپکلیاں وغیرہ شامل ہیں۔ دوسرے سانپوں کی طرح یہ بھی اپنے شکار کو سالم نگلتا ہے۔اس کے ڈسنے پر مسوڑوں سے خون نکلنے لگتا ہے اور دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو کر بلڈ پریشر سرعت سے گرنے لگتا ہے۔ یہ بہت تیزی سے حملہ آور ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔اس کے دوحملوں کے درمیان صرف 0۔13 سیکنڈ کا فرق ہوتا ہے۔

6: بلیک مامبا Black Mamba

یہ زیادہ تر افریقی ممالک میں پایا جاتا ہے۔ اگر آپ کا سامنا بلیک مامبا سے ہوجائے تو بھاگنے کی غلطی نہ کیجیے گا کیونکہ یہ سانپ بیس کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے آپ کا پیچھا کرسکتا ہے۔ یہ بارہ مرتبہ لگاتار ڈس سکتا ہے۔اس کی خوراک میں چھوٹے چوہے، گلہریاں اور چھوٹے پرندے شامل ہیں۔ ہر دو میں سے ایک شخص اس کے کاٹنے سے موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔ بلیک مامبا کے ڈسنے کے بعد متاثرہ شخص کا علاج فوری نہ کیا جائے تو پندرہ منٹ سے تین گھنٹوں کے دوران موت واقع ہوسکتی ہے۔

7: ایسٹرن براؤن سنیک Eastren Brwon Snake

یہ انتہائی زہریلا سانپ ہے جو زیادہ تر آسٹریلیا میں پایا جاتا ہے۔اس کی خوراک میں مینڈک، رینگنے والے حشرات اور ان کے انڈے، پرندے اور چوہے شامل ہیں۔ان کی عمر کا کوئی معین پتہ نہیں لیکن مختلف ریکارڈ کے مطابق ان کی سات سال تک اوسط عمر ہوتی ہے۔اس کا زہر اتنا خطرناک ہے کہ ایک اونس زہر کا چودہ ہزارواں حصہ ایک نوجوان آدمی کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لیے کافی ہوگا۔لیکن یہ سانپ بھی دوسرے سانپوں کی طرح بالعموم نہیں کاٹتے۔

8: ریٹل سنیک Rattle Snake

اس کی بتیس اقسام امریکہ میں پائی جاتی ہیں۔ یہ مسلسل اپنی دم کے آخری سرے کو ہلاکر دوسرے حشرات کو آگاہ کرتے رہتے ہیں۔اس کی خوراک میں چھپکلیاں، گلہریاں، چھوٹے خرگوش اور چوہے وغیرہ شامل ہیں۔ یہ بیس سے تیس سال تک زندہ رہتے ہیں۔ یہ اپنی جسمانی لمبائی سے تین گنا فاصلہ تک شکار پر جھپٹ سکتا ہے۔ اس کا زہر ہیموٹاکسن پر مشتمل ہوتا ہے جو خلیوں کو توڑ پھوڑ دیتا ہے اور جسم کو مفلوج کر دیتا ہے۔ اس کا زہر خون میں شامل ہو جائے تو فوری موت واقع ہوسکتی ہے۔

9: تائی پین Taipan

آسٹریلیا کا باسی یہ سانپ موسم کے حساب سے اپنا رنگ بدلتا ہے۔موسمِ گرما کے آغاز پر یہ ہلکے بھورے رنگ میں خود کو ڈھال لیتا ہے جو ریت سے مشابہ ہوتا ہے۔ جبکہ موسم سرما میں یہ کالے رنگ کا ہو جاتا ہے۔اس کی خوراک میں چوہے اور دوسرے چھوٹے حشرات شامل ہیں۔اس کی عمر دس سے پندرہ سال تک ہوتی ہے۔اس کے زہر کا 0.03 mg/kg ایک سو افراد کو موت کی نیند سلانے کے لیے کافی ہے۔

10: بیلچر سی سنیک Balcher Sea Snake

یہ سانپ بحر الہند کے ساحلوں، گلف آف تھائی لینڈ، انڈونیشیا، اور فلپائن میں پایا جاتا ہے۔ یہ چھوٹی مچھلیاں، آکٹوپس اور شیل فش وغیرہ کھاتا ہے۔اس کی عمر چار سے پانچ سال تک ہوتی ہے۔ کنگ کوبرا کے زہر کا ایک قطرہ ایک سو پچاس لوگوں کو مار سکتا ہے جبکہ بیلچر سی سنیک کے زہر کے چند گرام ایک ہزار افراد کو جان سے مارنے کی طاقت رکھتے ہیں۔

امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

میک اَپ ضرور کیجئے... مگر!

اللہ تعالیٰ خوب صورت ہے اور خوب صورتی کو پسند فرماتا ہے۔ اس کی ہر تخلیق حسین ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

غالب کا عارفانہ شعر ہے:

آرائشِ جمال سے فارغ نہیں ہنوز
پیشِ نظر ہے آئینہ دائم نقاب میں

بناؤ سنگار، تزئین و آرائش، بنا سنورنا، آراستگی، میک اَپ وغیرہ انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ خاص طور پر صنفِ نازک کا حق ہے۔ میک اپ ضرور کیجئے... مگر یہ سوچ کر کہ آپ کو عمر کی مناسبت سے کیسا میک اَپ کرنا ہے اور کب کرنا ہے۔ ہم نے اپنی بزرگ خواتین کے مُنہ سے یہ جملہ کئی مرتبہ سُنا تھا

''کیسا زمانہ آ گیا ہے بیاہی اور بن بیاہی میں تمیز ہی باقی نہیں رہی جس کو دیکھو سُرخی پاؤڈر تھوپا ہے۔''

ہم بزرگوں کا یہ اعتراض سن کر دل میں سوچتے تھے یہ بھی اپنے وقتوں میں ہر میسر سامانِ آرائش استعمال کرتی ہوں گی مگر ہم کریں تو پسند نہیں آتا۔ اور اب ہم بالکل اُسی انداز میں آجکل کی بچیوں کے بارے میں کہتے ہیں:

''آنکھوں پر رنگ برنگے شیڈز لگا کے، بال رنگ کے، مصنوعی پلکوں اور ناخنوں کے ساتھ حلیہ بگاڑ لیا ہے۔''

یہ سلسلہ وقت کی رفتار کے ساتھ آگے چلتا رہتا ہے۔ فیشن بدلتے رہتے ہیں۔ آج کی نئی نسلیں کل بڑی ہو کر اسی انداز میں نئے فیشنوں کو دیکھ کر ماتھے پر بل ڈالیں گی۔ ہر نسل اپنے زمانے میں جیتی ہے۔ بدلتے انداز بُدلتے فیشن، نیا پن اچھا لگتا ہے مگر سن و سال میں آگے بڑھ جانے والے تبدیلیوں کو جلدی سے قبول نہیں کرتے۔ اور روکنا ٹوکنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ تاہم ایک بات پر سب کا اتفاق ہے کہ لباس اور میک اپ عمر کی مناسبت سے ہی سجتا ہے۔

چھوٹی عمر کی بچیاں تو اتنی پیاری ہوتی ہیں کہ میک اپ کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ اور کرنا بھی نہیں چاہئے کیونکہ کیمیکلز سے نازک جلد کو نقصان پہنچتا ہے۔ طالب علمی کے زمانے میں زیادہ توجہ پڑھائی کی طرف ہوتی ہے تاہم اپنی ذات کا شعور بیدار ہونے لگتا ہے اور اچھا لگنے کا شوق بڑھتا ہے۔ ہلکا سا میک اَپ موقع کی مناسبت سے اچھا لگتا ہے۔ بچیوں کی اپنے شوق پورے کرنے کی عمر ہوتی ہے۔ زمانے کے ساتھ فیشن کے انداز بدلتے ہیں۔ نیا پن اپنانے کی دوڑ بھی اسی زمانے میں ہوتی ہے۔ سہیلیوں سے پیچھے رہنا کسی طور گوارا نہیں ہوتا۔ فطری تقاضوں کو نہ روکیں تھوڑی سی رہنمائی کر دیں کافی ہے۔ بالکل منع کرنے کی صورت میں وہ چھپ کے کریں گی جو اور بھی نامناسب ہے۔ شادی سے پہلے ہلکے رنگوں کا انتخاب کیجئے جبکہ شادی کے بعد گہرا میک اپ کرنا اچھا لگتا ہے۔ اور سجنے سنورنے کی جس کھلی چھوٹ کا انتظار ہو رہا ہوتا ہے وہ یہی زمانہ ہے۔ پھر عمر بڑھنے کے ساتھ مزاج میں سنجیدگی آجاتی ہے۔ عمر اور موقع کی نسبت سے میک اپ گہرے سے ہلکا ہونے لگتا ہے۔ بڑی عمر میں میک اپ کرنا ہو تو پھر ہلکا ہی زیب دیتا ہے۔ یہ ہر ایک کے اپنے مزاج پر منحصر ہے کہ وہ کب یہ سمجھ لے کہ اب ہاتھ ہلکا رکھنا ہے۔ اسی طرح میک اَپ میں وقت کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ صبح کی تقریب ہے یا شام کی۔ صرف گھر کے لوگ ہوں گے یا دور کے رشتہ دار اور باہر کے لوگ بھی ہوں گے۔ بناؤ سنگھار کا بنیادی مقصد پُرکشش، قابلِ توجہ اور منفرد نظر آنا ہے۔ ہمیں کس کس کے سامنے اپنی پرکشش صورت دکھانے کی اجازت ہے اور کس سے حجاب رکھنا ہے اس کے لئے بھی ہمارے پاس اسلام میں راہنمائی موجود ہے اور وہ سادہ سا اصول جو پردے کے لئے ہے کہ جن سے نکاح ہوسکتا ہے اُن سے پردہ ہے بالکل اسی طرح پُرکشش انداز میں صرف اُن کے سامنے جانا مناسب ہے جن کے سامنے جانے کی قرآنِ پاک میں اجازت موجود ہے۔ بازار میں شاپنگ کے لئے جانا ہے یا ڈاکٹر سے مشورہ لینے جانا ہے تو سادگی ضروری ہے۔ بہت ممکن ہے کہ شاپنگ کرتے ہوئے اور ڈاکٹر سے معائنہ کے دوران ہم پردہ پر مناسب گرفت نہ رکھ سکیں۔

اسی طرح گھروں میں اگر ایسے افراد کی آزادانہ آمد ورفت رہتی ہے جو ہیں تو قریبی رشتہ دار اور اُن سے پردہ بھی نہیں مگر اُن کے سامنے بھی سادگی ہی محفوظ طریق ہے۔ یقین جانئے اگر ہم آزادانہ گھومنے پھرنے والی عورتوں کو للچائی ہوئی بھوکی نظروں سے گھورنے والوں کے خیالات پڑھ سکیں تو ایک حجاب نہیں بلکہ ستر حجابوں میں چھُپ جانے کو دل چاہے گا۔ حجاب میں نرمی کے لئے معاشرے کے پاکیزہ ہونے کا انتظار کرنا پڑے گا۔

قرآن مجید نے جو اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا کی رعایت دی ہے اس میں جو ہاتھ پاؤں قد کاٹھ وغیرہ آتے ہیں وہ مرصع نہیں ہوتے بلکہ سادے ہوتے ہیں جن کی طرف نگاہیں بلا سبب نہ اُٹھیں۔

میک اَپ ضرور کیجئے مگر یہ بھی سوچ لیجئے کہ ہمیں کتنے وقت کے لئے میک اَپ وقتی چاہئے یا دائمی؟ سنگھار کا سامان ہمیں وقتی آرائش دے سکتا ہے مگر ایک دائمی حسن بھی ہوتا ہے۔ کیا آپ کی کبھی ایسی شخصیت سے ملاقات ہوئی ہے جس کے چہرے پر ایک عجیب سا نورانی حُسن ہوتا ہے اتنا کہ نگاہ نہیں ٹھہرتی۔ دل کرتا ہے بس دیکھتے چلے جائیں۔ وہ حُسن کہاں سے آتا ہے؟ وہ باطن سے آتا ہے۔ ظاہری نہیں ہوتا، وہ ایسا میک اَپ ہوتا ہے جو کلینزنگ کریموں سے یا ٹیشو پیپر سے یا منہ دھونے سے نہیں اُترتا بلکہ ہر دم نکھرتا ہے۔ یہ اخلاق کا حُسن ہے جو چہرے پر زندگی کی چمک پیدا کرتا ہے اور مثبت خیالات کا عکس ہے جو نورانی ہالہ بن جاتا ہے۔ یہ دیرپا بھی ہوتا ہے اور پُرکشش بھی۔ ہمیں دونوں طرح حسین نظر آنا ہے۔ ایک احمدی عورت کو پژمُردہ نہیں رہنا۔ ہشاش بشاش رہنا ہے۔ باطنی حسن کا نسخہ اور سامان ہر ایک احمدی کے پاس موجود ہے۔ اس کے لئے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے ہیں۔ قرآن پاک باترجمہ اور تفسیر پڑھنی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کو کم از کم تین مرتبہ پڑھنا ہے۔ خلیفۂ وقت کے ہر حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ ذیلی تنظیموں کو کامیابی سے چلانے کے لئے اپنی ذمہ داری ادا کرنی ہے۔ داعی الی اللہ بننا ہے۔ گھر کا ایسا ماحول بنانا ہے جہاں سکون، طمانیت اور حقیقی خوشی ہو۔ مثالی احمدی خاتون کا حسن ماحول کو بابرکت بنا دیتا ہے۔ اس کے بعد جو وقت بچ جائے۔۔۔ میرا خیال ہے اتنی ذمہ داریوں کو محسوس کر کے ذوق اتنا بدل جائے گا کہ وقت تو کیا بچے گا ہم سوچیں گے کہ اس طرح کی کئی زندگیاں ہمیں مل جائیں تو سب راہِ خدا میں کسی ادنیٰ سے ادنیٰ خدمت میں گزار دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

بقیہ: دربار خلافت...... از صفحہ 2

میں قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اس وقت آپؓ نے تحریک جدید کا قیام کیا اور پھر بیرون ممالک میں مشن قائم ہوئے۔ پھر وقف جدید کا قیام ہے جو پاکستان اور ہندوستان کی دیہاتی جماعتوں میں تبلیغ کے لئے تھا۔ اب تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں پھیل گئی۔ غرضیکہ اتنے کام ہوئے ہیں اور اسی شخص کو جس کو اپنے زعم میں بڑے پڑھے لکھے اور عقلمند اور جماعت کو چلانے کا دعویٰ کرنے والے سمجھتے تھے کہ یہ بچہ ہے اس کے ہاتھ میں خلافت کی باگ ڈور ہے اور یہ کچھ نہیں کرسکتا اسی بچے نے دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ اور تمام دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کو بھی پورے کرنے والے ہو گئے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

''جو خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اس نے کل خیالات کو یکجا جمع کرنا ہے۔ اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے۔ ممکن ہے کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو۔ ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کے لئے صرف یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پڑھاتا اچھا ہے کہ نہیں یا اعلیٰ ڈگری پاس ہے یا نہیں۔ ممکن ہے کہ اس کے ماتحت اس سے بھی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہوں۔ اس نے انتظام کرنا ہے، افسروں سے معاملہ کرنا ہے، ماتحتوں سے سلوک کرنا ہے یہ سب باتیں اس میں دیکھی جاویں گی۔ اسی طرح سے خدا کی طرف سے جو خلیفہ ہو گا اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے گا۔ خالد بن ولید جیسی تلوار کس نے چلائی؟ مگر خلیفہ ابو بکر ہوئے۔ اگر آج کوئی کہتا ہے کہ یورپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے تو وہ خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا۔ خدا نے جس کو چن لیا اُس کو چن لیا۔ خالد بن ولید نے 60 آدمیوں کے ہمراہ 60ہزار آدمیوں پر فتح پائی۔ عمرؓ نے ایسا نہیں کیا''۔ (حضرت عمرؓ نے)

''مگر خلیفہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں بڑے جنگی سپہ سالار موجود تھے، ایک سے ایک بڑھ کر جنگی قابلیت رکھنے والا ان میں موجود تھا۔ سارے جہان کو اس نے فتح کیا مگر خلیفہ عثمانؓ ہی ہوئے۔ پھر کوئی تیز مزاج ہوتا ہے، کوئی نرم مزاج، کوئی متواضع، کوئی منکسر المزاج ہوتے ہیں، ہر ایک کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے جس کو وہی سمجھتا ہے۔ جس کو معاملات ایسے پیش آتے ہیں۔''

(خطبات محمود جلد 4 صفحہ 72تا73)

(خطبہ جمعہ 21/ مئی 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

رپورٹ: قدیر ملک، لاس اینجلس

یومِ مسیح موعود علیہ السلام

جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا پروگرام بروز اتوار 21 مارچ اپنے وقت مقررہ پر شام پانچ بجے بذریعہ انٹرنیٹ زووم لینک پر منعقد ہوا جس سے جماعت لاس اینجلس کی بڑی تعداد نے استفادہ کیا۔ اس پروگرام کی صدارت نائب امیر مکرم ڈاکٹر حمید الرحمان خان صاحب نے کی۔ پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآنِ پاک سے ہوا۔ مکرم توفیق خالد احمد صاحب نے سورۃ جمعہ کی پہلی پانچ آیات کی تلاوت کی اور مکرم فلاح الدین صاحب نے تلاوت کی گئی آیات کا انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

صدرِ مجلس محترم نائب امیر ڈاکٹر حمید الرحمان خان صاحب نے اپنے مختصر ابتدائیے میں یوم مسیح موعود کی تقریب کی غرض و غایت اور تاریخ بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ 23 مارچ 1889ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی بیعت شہر لدھیانہ میں صوفی احمد جان صاحب کے گھر پر لی اور اس طرح جماعتِ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ لیکن اس دن کو باقاعدہ طور پر منانے کا آغاز خلافتِ ثانیہ کے ابتدائی دور میں شروع ہوا۔ ساری دنیا کے احمدی اس دن کو اللہ تعالیٰ کے شکر کے طور پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور حضرت مسیح موعود و مہدئ مسعود علیہ السلام کی بعثت کے دن کی خوشی کے طور پر مناتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج کے دن ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے اور مسیح موعود اور مہدئ مسعود علیہ السلام کی بعثت کا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود و مہدئ موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد، آپ علیہ السلام کے الہامات، اور پھر ان الہامات کے پورا ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔ آخر پر انہوں نے کہا کہ دو گھنٹے کا وقت جو آج کے اس پروگرام کے لئے مختص ہے ان موضوعات پر بات کرنے کے لئے کافی نہیں۔ چنانچہ انہوں نے احباب جماعت کو ایم ٹی اے دیکھنے کا مشورہ دیا جہاں ان موضوعات پر زیادہ عالمانہ اور سیر حاصل تقاریر اور پروگرام دیکھنے اور سننے کو ملیں گے۔

اس کے بعد صدرِ مجلس نے محترم توثیق الاسلام صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم پاکیزہ کلام پڑھنے کی دعوت دی جو انہوں نے بڑی خوش الحانی سے پیش کیا۔

لوگو سنو کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادتِ قدرت نما نہیں

محترم ریان صاحب نے اس منظوم کلام کا انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد طاہر اکیڈمی کے درجہ پنجم کے طلبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئیوں، قادیان میں موجود شعائر اللہ، اور آپ علیہ السلام کی تصانیف کا ذکر کیا۔

سب سے پہلے مکرم سلطان احمد صاحب اور مکرم اسرار احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف پیشگوئیوں کا ذکر کیا۔ سلطان احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئیوں میں سے تین کا خاص طور پر ذکر کیا۔ پہلی پنڈت لیکھ رام کی موت سے متعلق، دوسری جنگ عظیم سے متعلق جس میں کہا گیا تھا کہ زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی بہ حالِ زار، اور تیسری پیش گوئی جماعت کی ترقی سے متعلق کہ ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ جو 1994ء میں ایم ٹی اے کے ذریعہ پوری شان سے پوری ہوئی اور آج ہمارے سامنے ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں اس کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی آواز سنی جا سکتی ہے۔

مکرم اسرار احمد صاحب نے پیشگوئی مصلح موعود، طاعون سے متعلق پیشگوئی، اور وہ عظیم پیش گوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کی دین سے محبت کی خاطر بے نفس ہو جانے کے بدلے اللہ تعالیٰ نے دی کہ ’’بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے‘‘ بیان کی۔

اس کے بعد مکرم موسیٰ علی احمد صاحب اور سلمان ریحان نور صاحب نے بہت محنت سے تیار کی گئی قادیان میں موجود شعائر اللہ کی تصویری سیر کروائی جو کہ تمام چھوٹوں اور بڑوں کے لئے برابر دلچسپی کا باعث رہی۔

قادیان کی بستی کی تصویری سیر کرواتے ہوئے مکرم موسیٰ علی احمد صاحب نے ہمیں دار المسیح، مسجد مبارک، بیت الدعا، مسجد اقصیٰ، منارۃ المسیح، اور دار الضیافت قادیان کی زیارت کا موقعہ فراہم کیا۔ انہوں نے تمام متذکرہ شعائر اللہ کی تفصیلی تصویری زیارت کروائی اور ان مقامات مقدسہ کی اہمیت اور ان سے متعلق مختصر تاریخ بھی بیان کی۔

اس کے بعد مکرم سلمان نور صاحب نے باقی شعائر اللہ کا باتصویر اور دلچسپ نظارہ کروایا۔ انہوں نے ہمیں بہشتی مقبرہ قادیان اور اس سے ملحقہ باغ، شاہ نشین، حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر، اور مقام قدرتِ ثانیہ کی سیر کے ساتھ ان مقاماتِ مقدسہ کی اہمیت کا بھی ذکر کیا اور آخر پر زور دے کر کہا کہ تمام احمدیوں کو ایک بار ضرور قادیان دار الامان کی زیارت کرنا چاہئے۔

اس کے بعد دین احمد صاحب اور خاقان احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور کتب کا مختصر تعارف پیش کیا۔

مکرم دین احمد صاحب نے ہمیں اشتہارات، مباہلہ، خطوط، تفسیر القرآن، روحانی خزائن، کشتی نوح سے روشناس کروایا۔ کشتی نوح کے تعارف کے آخر پر انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ہر احمدی کو اس تصنیف کے جزو ’’ہماری تعلیم‘‘ کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اردو، فارسی، اور عربی تینوں زبانوں میں کتب تحریر فرمائی ہیں۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس پیغام کا بھی اعادہ کیا کہ ’’ہر احمدی کو میری کتب کا کم سے کم تین مرتبہ مطالعہ کرنا چاہئے اور جو میری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا اس کے ایمان پر ہمیں شک ہے۔‘‘

مکرم خاقان احمد صاحب نے ہمیں براہینِ احمدیہ، حکومتِ برطانیہ اور جہاد، اور درثمین سے متعارف کروایا۔

پروگرام کے اگلے حصہ پر جانے سے پہلے نائب امیر ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب نے طاہر اکیڈمی کے درجہ خامس کے طلباء کو بہترین پروگرام پیش کرنے پر مبارکباد دی اور یہ بھی کہا کہ ہر احمدی کو زندگی میں ایک بار قادیان دارلامان کی زیارت ضرور کرنی چاہئے۔

اس کے بعد صدرِ مجلس نے ایک خادم مکرم سرمد چوہدری صاحب کو دعوت دی کہ وہ ’’حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا دعویٰ مسیح موعود و مہدئ معہود‘‘ کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مسیحیت اور دعویٰ مہدویت کی سچائی کو ثابت کرنے کے لئے دو سوال اٹھا کر اپنے دلائل قرآن، حدیث، اور مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے حوالوں کے ساتھ پیش کیے۔ پہلا سوال یہ اٹھایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ مسیح موعود کیا تھا؟ اور دوسرا یہ کہ مسیح موعود و مہدئ معہود کے زمانے میں لوگوں کے ایمان کی حالت کیا ہو گی؟

انہوں نے قرآن کریم سے سورہ جمعہ کی آیات 3 اور 4 پیش کیں، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ’’وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے‘‘ [4-62:3]

انہوں نے کہا کہ ان آیات کے نزول کے وقت ایک صحابی نے دریافت کیا کہ وہ کون لوگ ہوں گے جن سے متعلق ان آیات میں ذکر ہوا ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے غیر عرب صحابی حضرت سلمان فارسی علیہ السلام کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ ’’اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چڑھ گیا تو ان میں سے ایک شخص (یا کچھ اشخاص) ایمان کو واپس زمین پر لے آئیں گے‘‘۔

انہوں نے کہا کہ دنیا کے تین بڑے مذاہب یعنی یہودی، عیسائی، اور مسلمان کسی نہ کسی رنگ میں مسیح علیہ السلام کی آمد کے منتظر ہیں۔ ان میں سے عیسائی اور مسلمان مسیح علیہ السلام کے آسمان سے اترنے کے انتظار میں ہیں۔ لیکن حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدئ مسعود علیہ السلام نے قرآن و حدیث اور دیگر اسلامی کتب سے مسیح کے آسمان سے اترنے کے خیال کو غلط ثابت کیا اور کہا کہ ’’اللہ تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ جو آنے والا تھا وہ میں ہوں‘‘۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے غیر احمدیوں میں جو خونی مہدی کا تصور ہے اسے بھی قرآن و حدیث اور دیگر اسلام کی کتب سے غلط ثابت کیا۔ نیز یہ بھی ثابت کیا کہ مسیح موعود اور مہدی معہود ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔

انہوں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں نہ صرف مسلمانوں کی ایمانی حالت انتہائی دگرگوں تھی بلکہ تمام مذاہب کے ماننے والوں کی ایمانی حالت بہت خراب ہو چکی تھی۔ تمام مذاہب کی اصل تعلیمات اپنا وجود کھو چکی تھیں۔ انسانوں کی اخلاقی اور ایمانی حالت بگڑ چکی تھی اور دنیا اندھیروں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا کے حالات اس بات کا تقاضا کر رہے تھے کہ خدا کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ایک مسیح آئے اور اس دنیا کی تقدیر بدلے۔ مقرر نے یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شعر پڑھا:

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

آخر پر انہوں نے کہا کہ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اس زمانے کے مسیح اور مہدی کو مانا ہے۔ ہماری اس خوش بختی کا ذکر صدرِ مجلس نے بھی اپنے کلماتِ تشکر میں کیا۔

صدر مجلس محترم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب نے مقرر کی علمی کاوش کی تعریف کی اور اگلے مقرر کو دعوت دینے سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے چند پُرشوکت حوالے بھی پیش کئے۔ جن میں حضور اقدس کی تصانیف کرامات الصادقین، ضرورت الامام، حقیقت الوحی سے اقتباسات شامل تھے۔ اس کے بعد انہوں نے اگلے مقرر محترم عظیم رحمان صاحب کو دعوت دی کہ وہ ’’مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے نشانات‘‘ پر اپنی تقریر

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

کریں۔

مکرم عظیم رحمان صاحب نے کہا کہ آج غیر احمدی دنیا مسیح موعود کی آمد، شخصیت، اور سچائی کے دلائل میں غلطاں و پیچاں ہے اور یہی بات ہمارے سامنے یہ سوال کھڑا کرتی ہے کہ ہم کس طرح مسیح موعود علیہ السلام کی شخصیت اور آپ علیہ السلام کی سچائی کو ان کے سامنے دلائل سے ثابت کریں۔

انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بے شمار نشانات عطا فرمائے ہیں جن کا ذکر حضور اقدس کی تصانیف میں جا بجا ملتا ہے اور جو مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو دوسرے مدعیانِ مسیح موعود اور امام مہدی سے ممتاز کر کے آپ علیہ السلام کی سچائی کا ثبوت مہیا کرتے ہے۔

انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف آئینہ کمالاتِ اسلام کا حوالہ دیا۔ اس تصنیفِ لطیف میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہ قرائن پیش فرمائے ہیں جو مسیح موعود کے دعویٰ کی سچائی کا ثبوت ہو سکتے ہیں۔ انہی قرائن میں سے پانچویں قرینہ کے بیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیائے اسلام کو ایک چیلنج دیا ہے۔ حضور اقدس کے اسی چیلنج کو مقرر نے اپنی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔ حضورِ اقدس فرماتے ہیں: ’’پانچویں علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ میں ان مسلمانوں پر بھی اپنے کشفی اور الہامی علوم میں غالب ہوں ان کے ملہموں کو چاہیئے کہ میرے مقابل پر آویں پھر اگر تائید الٰہی میں اور فیض سماوی میں اور آسمانی نشانوں میں مجھ پر غالب ہو جائیں تو جس کارد سے چاہیں مجھ کو ذبح کر دیں‘‘۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 348)

مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس چیلنج کو بنیاد بناتے ہوئے دو بہت اہم پیش گوئیوں کو اپنے دلائل اور مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے نشان کے طور پر پیش کیا ہے۔ پہلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چاند سورج کے گرہن والی پیش گوئی اور دوسری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پنڈت لیکھ رام سے متعلق پیش گوئی۔

مقرر نے چاند سورج گرہن کا تصویری نقشہ پیش کیا اور اس کی تاریخ بھی بیان کی۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آسمانی نشان والی حدیث مبارکہ پر روشنی ڈالی اور اس کا اپنے وقتِ مقررہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں من وعن پورا ہونے کو ثبوت کے طور پر پیش کیا۔

پنڈت لیکھ رام سے متعلق پیش گوئی کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے اس کا تاریخی پس منظر، پنڈت لیکھ رام کی شخصیت اور حالات، اور اس پیشگوئی پر غیروں کے اعتراضات اور پھر ان اعتراضات کے مدلل جواب بھی پیش کیے۔ انہوں نے کہا کہ یہ پیش گوئی ان بڑی بڑی پیش گوئیوں میں سے ایک ہے جس کے پورا ہونے پر ہندوستان میں ہزاروں لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں شامل ہوئے۔

صدر مجلس نے مقرر کا شکریہ ادا کیا اور مختصر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے چاند سورج گرہن پر اپنی تصنیف نور الحق حصہ دوم میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اس کے علاوہ حضور علیہ السلام نے اس بارے میں عربی میں قصیدہ بھی لکھا ہے۔ انہوں نے مکرم فوزان نور صاحب کو حضورِ اقدس کے اسی قصیدہ سے چند اشعار پڑھنے کی دعوت دی۔ مکرم فوزان نور صاحب نے یہ قصیدہ پڑھا اور پھر اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا۔

اس کے بعد صدر مجلس نے طاہر اکیڈمی معیار اول کے طلبہ وطالبات کو منارۃ المسیح کے بارے میں معلومات اور حقائق بیان کرنے کی دعوت دی جو ان ننھے مُنے بچوں نے اپنی ماؤں کی مدد سے پیش کئے۔ انہوں نے منارۃ المسیح کی تاریخ، مقام، اور اس کی اہمیت کا ذکر کیا۔

منارۃ المسیح کے ذکر کے بعد صدر مجلس نے مربی سلسلہ مکرم ارشاد ملہی صاحب کو ’’مسیح موعودعلیہ السلام کی زندگی اور سیرت‘‘ پر تقریر کرنے کے لیے مدعو کیا۔

مربی صاحب نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے واقعات بیان کرنے سے پہلے کہا کہ کچھ لوگ دوسروں کے ساتھ بات چیت میں اچھے ہوتے ہیں لیکن جب گھر جاتے ہیں تو ان کا رویہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اچھا نہیں ہوتا۔ جبکہ بیوی اصل شاہد ہوتی ہے اپنے خاوند کے کردار کی۔

انہوں نے کہا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ دس سال تک مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں رہے۔ وہ شہادت دیتے ہیں کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بہت ہی حلیم پایا۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر کا کام کر رہے تھے۔ بچہ آیا اور کہا کہ ’’ابا بوا کھول‘‘ (ابا دروازہ کھول)۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے لئے دروازہ کھول دیا اور اس کے جانے پر پھر بند کر دیا۔ لیکن بچہ بار بار آتا اور پھر چلا جاتا اور حضورؑ بغیر ماتھے پر بل ڈالے دروازہ کھولتے اور بند کرتے رہے۔

مربی صاحب نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام انتہائی مصروف ہونے کے باوجود اپنے بچوں کو مکمل وقت دیا کرتے تھے ان کی چھوٹی چھوٹی باتیں اور کہانیاں بڑے غور سے سنا کرتے تھے۔

مربی صاحب نے بتایا کہ حضرت اماں جان رضی اللہ عنھا کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بڑا مضبوط ایمان تھا۔ وہ مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کے پورا ہونے کی دعا کیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ حضور اقدسؑ کا محمدی بیگم کے ساتھ دوسری شادی کے الہام کے پوار ہونے کی بھی دعا کیا کرتی تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیوی کے ساتھ سلوک کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ آپ کا اپنی بیوی سے اتنا اچھا سلوک تھا کہ حضور اقدس کے گھر پر کام کرنے والے بعض اَن پڑھ بھی تھے جو کہتے تھے کہ ’’مرزا بیوی دی بڑی مندا اے‘‘ (مرزا صاحبؑ اپنی بیوی کی بہت مانتے ہیں)۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک بار اپنی زوجہ صاحبہ پر آواز بلند کرنے کے واقعہ پر فرماتے ہیں: ’’میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگِ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے۔ اور بایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع وخضوع سے کچھ نفلیں بھی پڑھیں اور صدقہ بھی دیا کہ زوجہ پر یہ درشتی کسی پنہانی معصیتِ الٰہی کا نتیجہ ہے‘‘۔

آخر پر مربی صاحب نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسوہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد صدرِ مجلس نے واسوا عمر کنٹو صاحب کو کوئز پیش کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے فوزان نور صاحب کے ساتھ مل کر کاہوٹ کے ذریعہ یہ کوئز پیش کیا جس میں بچوں نے بڑی دلچسپی کے ساتھ حصہ لیا۔

صدر مجلس مکرم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں کہا کہ وہ اس پیش گوئی کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو یہاں ہمارے گھر کے پچھواڑے میں پوری ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام آپؑ کی زندگی میں دنیا کے کناروں تک پہنچ چکا تھا۔ امریکہ میں ڈاکٹر ڈاوئی نے اسلام کے نابود ہونے کا دعویٰ کیا اس وقت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو جواب دیا اور اس کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ اس نے جواب نہ دیا۔ جب ایک اخبار نے اس کو مجبور کیا تو اس نے اپنے اخبار میں لکھا کہ اگر میں اس پر اپنا پیر رکھ دوں تو وہ اڑ بھی نہیں سکے گا۔ اس طرح وہ مباہلہ کا قبول کرنے والا بن گیا۔ اس کے بعد اس کو فالج ہو گیا اور وہ تباہی کی حالت میں مر گیا۔ اس پر دنیا بھر کے بے شمار اخبارات نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جیت کا ذکر کیا اور ڈاکٹر ڈوئی کی تباہی کا بھی ذکر کیا۔

آخر پر انہوں نے زائن میں ہونے والی جماعتی ترقی کا ذکر کیا اور احباب جماعت کو وہاں بننے والی مسجد اور دیگر ترقیاتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی درخواست بھی کی۔

مکرم ارشاد ملہی صاحب مربی سلسلہ نے آخر پر دعا کرائی جس کے ساتھ ہی یہ آن لائن پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

25 مئی 2021ء

شہر	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:14	18:56
مدینہ منورہ	04:06	19:03
قادیان	03:50	19:25
ربوہ	03:30	19:05
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:30	21:01